۱۳۴واں باب

اللہ کی حاکمیت کا واشگاف اعلان [آیت الکرسی]

[سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۲۵۵ تا ۲۶۰]

۱۷۸ آیت الکرسی

۱۷۹ اللہ کا لامحدود علم اور اُس کی جناب میں شفاعت

۱۷۹ اللہ کی حاکمیت

۱۸۰ عقیدے کو قبول کرنے اور دین پر چلنے کے لیے کوئی جبر نہیں

۱۸۱ طاغوت کا انکار ایمان کی شرطِ اوّل ہے

۱۸۳ ابراہیم علیہ السلام کا طاغوت سے مکالمہ اور اُس کا کفر

۱۳۴واں باب

اللہ کی حاکمیت کا واشگاف اعلان [آیت الکرسی]

آیت الکرسی

نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق آگے آنے والی آیت ۲۵۵، آیت الکرسی قرآن مجید کی افضل ترین آیت ہے۔ اس میں اللہ کی ذات کی عظمت اُس کے اعلیٰ ترین اوصافِ اُلوہیت بیان کیے گئے ہیں جو اُس کی کائنات پر حکومت اور اُس کے مقتدرِ اعلیٰ ہونے کا اعلان کرتے ہیں، جن کا ادراک دلانا سارے انبیاء کے بنیادی کاموں میں سے ایک رہا ہے، جن کو تسلیم کرکے ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور یہی وہ اوصاف ہیں جن کے انکار سے یا جن کو نہ سمجھنے سے شرک و کفر کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ اُلوہیت کی جو صفات آیت الکرسی میں گنائی گئی ہیں وہ اپنی انتہا و کمال میں صرف اللہ ہی کو حاصل ہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ساری کائنات کا جتنی ہم جانتے ہیں اور جس کا ہم ادراک نہیں کر سکتے سب کا تھامنے والا اور سنبھالنے والا، بلا شرکتِ غیرے بس وہی ایک ہے اور اِن اوصاف میں کوئی اُس کا شریک و ساجھی نہیں ہے۔ پس وہی ایک ذات ہے جس کی عبادت کی جا سکتی ہے جس کے دربار میں سجدہ کیا جا سکتا ہے۔

ابلیس لعین انسانوں کو لکڑی اور پتھر کے اُس کے اپنے ہاتھوں سے بنے بتوں اور مزاروں کی پرستش پر اُس وقت ہی آمادہ کر پایا جب اُس نے یہ باور کرایا کہ یہ مزارات اور بت تو محض مظہر ہیں اُن بڑی ہستیوں کے جو اللہ کے ساتھ مل کر کائنات کو سنبھالنے اور چلانے میں شریک ہیں۔ جو ہمیشہ زندہ ہیں سنتے ہیں، بلائیں ٹالتے اور مصیبت میں مدد کرتے ہیں۔ یہ آیات واضح کر دیتی ہیں کہ ایسا کوئی نہیں جو مرنے کے بعد زندہ ہو، ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات صرف ایک اللہ کی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ اللہ ہی معبود ہے جس کے سوا کوئی دوسرا لائقِ عبادت نہیں۔ اللہ وہ زندہ رہنے والی ہستی ہے، جو سنبھالے ہوئے ہے۔ وہ نہیں تھکتا،

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ پس نہ اونگھ اُس کو آتی ہے اور نہ ہی نیند

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ، زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے، اُسی کا ہے۔

مجاوروں اور پیشہ ور کرپٹ لوگوں نے انسانوں کو بے وقوف بنا کر اُن کا مال اُڑانے کے لیے یہ افواہیں پھیلائیں کہ بزرگ انسانوں یا فرشتوں یا دُوسری ہستیوں کا اللہ کے دربار میں بڑا زور چلتا ہے، جس بات پر یہ اڑ بیٹھیں، اُسے منوا کر چھوڑتے ہیں۔ یہ آیہ مبارکہ بتاتی ہے کہ زور تو چھوڑیں، اُس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کے لیے کوئی دم تک نہیں مار سکتا، اگر کسی کی بھی مبنی بر انصاف سفارش کی اجازت مل جائے تو صرف مناسب بات کہہ سکتا ہے، روزِ قیامت کوئی بھی مشرکوں اور انسانوں کا حق مارنے والوں کو اللہ سے نہیں چھڑوا سکتا ہے۔ اِس دنیا کے سارے کام؛ بارشوں کا برسنا، ہواؤں کا چلنا، فصلوں کا بار آور ہونا، خوش حالی اور کساد بازاری، بیٹے بیٹیوں کا پیدا ہونا اور بیماروں کا شفایاب ہونا یا بیماری سے مر جانا وغیرہ وغیرہ سارے امور ایک اللہ ہی کے منصوبہ بندی سے اُس کی مرضی کے مطابق اس لیے ہو رہے ہیں کہ کائنات کی تمام حقیقتوں کا اُس کی نظر احاطہ کرتی ہے انسان ہوں یا جِن یا فرشتے یا کوئی اور مخلوق سب کا علم ناقص اور محدُود ہے۔ کسی کی نظر بھی تمام امور کا احاطہ نہیں کر سکتی لہذا کوئی بھی اُس کے فیصلوں کو تبدیل نہیں کر سکتا اور کوئی بھی اُس میں دخل اندازی تو کجا، کوئی اُس کی اہلیت ہی نہیں رکھتا، سب کو بس ایک اُسی کے آگے ہاتھ پھیلانا ہے۔ وہ صاف فرما رہا ہے:

> مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ کوئی ہے جو اس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟
>
> یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وہ اُن کے سامنے واقع ہونے ولے حالات اور پیچھے کار فرما عوامل کا کامل علم رکھتا ہے اور اس کے ذخیرۂ معلومات میں سے کسی چیز کا ان کے احاطے میں آجانا ممکن ہی نہیں اِلّا یہ کہ وہ جو دینا چاہے۔

اللہ کی حاکمیت

کُرسی کا لفظ بالعمُوم حکومت اور اقتدار اور بادشاہی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اگلے جملے میں کہا جا رہا ہے کہ اقتدارِ اعلیٰ یا کہیے کہ زمین و آسمان کا احاطہ کیے ساری کائنات کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے۔ وہ اس انتظام سے تھکتا نہیں، جیسے عیسائیوں نے ایک من گھڑت کہی کہ خدا نے چھ روز میں زمین آسمان پیدا کیے اور ساتویں روز آرام کیا۔ (نعوذ و باللہ)۔ انسانوں کو کچھ حدود اور کچھ امور میں جو اختیار و اقتدار اس کائنات میں حاصل ہے بس ایک امتحان کی خاطر اللہ کا دیا ہوا ہے، جس کو اللہ کی مرضی کے تابع ہونا چاہیے، صاحبان اقتدار اپنے اقتدار کو اللہ کی

مرضی سے ماورا سمجھتے ہیں، نمرود اور ابراہیم علیہ السلام اور فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان یہی بات باعثِ نزاع تھی۔آج مسلم اقلیت والے ممالک کا توذکر چھوڑیے تمام مسلم اکثریتی ممالک میں جہاں کلمہ گو حکمران ہیں اللہ کی مرضی سے آزاد ہو کر عقل پرستی اور یونائٹیڈ نیشنز (UNO) کے کافرانہ و باغیانہ تصورات کے تابع معاشی، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی قوانین وضع کیے جارہے ہیں، یہ اللہ کے حقوقِ اُلوھیت میں شرک ہے۔ہم اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ اس کی بادشاہی آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ اوران دونوں کا انتظام اس کو تھکاتا نہیں ہے۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ اور وہ بہت ہی بلند اور عظیم ہے ○

ایک اکیلا اللہ ہی معبودِ برحق ہے جس کے سوا کوئی دوسرا لائقِ عبادت نہیں۔اللہ، جو ہمیشہ سے ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والی ہستی ہے، جو کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔اس ساری کائنات کے نظام کو چلانے سے وہ نہیں تھکتا، پس نہ اونگھ اُس کو لگتی ہے اور نہ ہی نیند، زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے، اُسی کا ہے۔کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جو اس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کرسکے! کیوں کہ بندوں کا علم تو انتہائی ناقص اور محدود ہے جب کہ وہ اللہ تو اُن کے سامنے واقع ہونے ولے حالات اور نظروں سے پوشیدہ پیچھے کارفرما عوامل کا کامل علم رکھتا ہے اور اس کے ذخیرۂ معلومات میں سے کسی چیز کا ان بندوں کی عقل کے احاطے میں آجانا ممکن ہی نہیں اِلّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود اُن کو جو دینا چاہے۔اس کی بادشاہی آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور دونوں کا انتظام اس کو تھکاتا نہیں ہے۔اور وہ بہت ہی بلند اور عظیم ہے ○

عقیدے کو قبول کرنے اور دین پر چلنے کے لیے کوئی جبر نہیں

پچھلے باب میں آپ اللہ کا یہ فرمان دیکھ چکے ہیں کہ اُس کی مشئیت یہ نہیں تھی کہ لوگوں پر جبریہ اپنی اطاعت وفرماں برداری مسلط کردیتا، انبیاء کی امتیں اللہ کی دی ہوئی اسی آزادی کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر فرقہ بندی، دین فروشی اور شرک وبدعات وغیرہ میں مبتلا ہوئیں، مگر اللہ نے گمراہی کے خریداروں کو بغیر طلب کے ہدایت پر زبردستی نہیں چلایا۔یہاں فرمایا جارہا ہے کہ آیت الکرسی میں بیان کردہ تصورِ الٰہ اور اپنا پسندیدہ

طریق زندگی، یعنی دینِ اسلام، اللہ کسی پر زبردستی نہیں تھوپتا۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔

طاغوت کا انکار ایمان کی شرطِ اوّل ہے

اِس آزاد دنیا میں جو لوگ اللہ کے دین کو پسند کریں اُن کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ پہلے طاغوت کا انکار کریں۔ قبولِ اسلام کے لیے کلمہ طیبہ لآ اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ کہنا؛ ایک اللہ کی اُلوہیت کے اقرار سے قبل کسی بھی دوسرے الٰہ کا انکار ہے۔ اس کلمہ طیبہ ہی کی یہ تفصیل ہے کہ ایک اللہ کا بندہ، خدائی کے تخت پر بیٹھے کسی دوسرے خدا کے دین کا فرماں بردار نہیں ہو سکتا، وہ باپ دادا کا دین ہو یا جھوٹے اکابرین کا یا حکومتوں کا یا معاشرے کا یا کسی ایجنسی کا۔ کہا جارہا ہے کہ: فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ [اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا،]

گنہ گاروں کے تین درجے ہیں: طاغی وہ شخص ہے جو اپنی جائز حدود سے تجاوز کر جائے۔ قرآن کی اِصطلاح میں طاغوت سے مُراد وہ بندہ، ادارہ یا حکومت ہے، جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خود الٰہ بن کے بندوں سے اپنی بندگی کرائے۔

۱. بندہ زبان اور دل سے اللہ کی بندگی کو سچ جانے مگر عملاً اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے، یہ فاسق ہے۔

۲. بندہ شرک کرے یا اُس کے وجود سے انکار کرے اور اپنی من پسند زندگی گزارے، یہ کافر ہے۔

۳. تیسرا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے مالک سے باغی ہو جائے اور اقتدار و حکومت پر یا کسی نوع کی لیڈری پر قبضہ کر کے اپنا حکم چلائے یہ طاغوت ہے، قرآن کہتا ہے کہ اللہ پر ایمان لانے سے قبل طاغوت کا انکار لازمی ہے۔

انسان جب ایک اللہ کو چھوڑ کر طاغوت کی بندگی اختیار کرتا ہے تو ایک نہیں بیسیوں طواغیت اُس کو اپنا بندہ بنانے کے لیے بے تاب رہتے ہیں اور وہ ہر درگاہ میں سجدے بجالاتا رہتا ہے مگر طواغیت نہ کبھی اُس سے راضی ہوتے ہیں اور نہ کبھی اُس کی نافرمانیوں کو بخشتے ہیں، اِس اللہ سے رسّی تڑا کر بھاگے اونٹ کے لیے نوع بہ نوع ہر جانب طاغوت ہی طاغوت ہوتے ہیں؛ بسا اوقات بیوی اور بچّے، اعزّہ اور اقربا، برادری اور خاندان، دوست اور آشنا، سوسائٹی اور قوم، پیشوا اور سیاسی لیڈرز، دلوں پر حکم راں فلم ایکٹرز، بلےباز اور موسیقار، حکومت اور حکام، فرقے اور جماعتیں یہ سب کے سب اُس پر اللہ کے مقابلے میں اپنا حکم چلانے والے بن جاتے ہیں، یوں وہ اس کے لیے طاغوت ہی طاغوت ہوتے ہیں، اور یہ ناچار اُن کا بندۂ بے دام ہوتا ہے۔

جس نے اللہ کا دامن مضبوطی سے تھام لیا اور ہر شرک سے توبہ کر کے تمام طاغوتوں سے خلع (آزادی)

حاصل کرلی، اُس کو اللہ جاہلیت کے افکار و فلسفوں کی دلدل سے نکال کر قرآن کی روشنی میں لے آتا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۖ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۖ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾ ۳۴۶

دین کے معاملے میں کوئی جبر و زبردستی نہیں ہے۔ہدایت کو گمراہی سے چھانٹ کر الگ کر دیا گیا ہے۔پس اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا تو اُس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ خوب سننے اور جاننے والا ہے ○ اللہ ایمان لانے والوں کا مددگار ہے، وہ اُن کو تاریکیوں سے روشنی میں لے آتا ہے۔اور جو لوگ انکار کی راہ اختیار کرتے ہیں، طاغوت ان کے مددگار ہیں جو انھیں ہدایت سے کھینچ کر تاریکیوں میں لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ جہنمی ہیں، ہمیشہ اسی میں رہیں گے ○ ۳۴۶

اے محمدؐ، بیان کردہ آیات [آیت الکرسی] میں، تمھارے مخاطبین کے سامنے کائنات کی عظیم سچائی، توحید کے نورِ ہدایت کو انسانی ساختہ ظلم و شرک کی گمراہی سے چھانٹ کر الگ کر دیا گیا ہے۔جو اپنا بھلا چاہے مان لے، دین کے پیش کردہ فلسفہ اور نظامِ حیات کو تسلیم کرانے کے معاملے میں کوئی جبر و زبردستی نہیں ہے۔ اب جو کوئی اللہ کے مقابلے میں اپنی خدائی کے علم بردار بن جانے والے طاغوتوں کا انکار کر کے اللہ پر اور اُس کے رسول کے پیش کردہ نظامِ حیات پر ایمان لے آیا، اُس نے صحیح رخ پر زندگی گزارنے کے لیے ایک ایسے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ اہلِ ایمان اور طاغوت کے پجاریوں کی باتوں اور حالات کو اچھی طرح سننے اور جاننے والا ہے ○ حق و باطل کی کشمکش میں اللہ ایمان لانے والوں کا مددگار ہے، وہ اُن کو گم راہی کی تاریکیوں سے ایمان و یقین کی روشنی میں لے آتا ہے۔اور جو لوگ دینِ اسلام کی دعوت سے انکار کی راہ اختیار کرتے ہیں، خدائی کے جھوٹے علم بردار طاغوت ان کے مددگار ہیں جو انھیں ہدایت کے نور سے کھینچ کر گم راہیوں کی تاریکیوں میں لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ جہنمی ہیں، ہمیشہ اسی میں رہیں گے ○

انتہائی آفاقی، اِن آیات مبارکہ پر تفکر وتدبر کرتے ہوئے مدینے کے اُس پس منظر کو ہر گز نظر انداز نہ کیجیے جس میں یہ نازل ہو رہی تھیں۔ قبل ازایں قتال اور قتال کے لیے مالی ایثار و قربانی کی باتیں ہو چکی ہیں اور اب طاغوت سے کفر کی بات ہے، سیدھی بات ہے کہ مومنین کو طاغوتوں سے جنگ پر اُبھارا گیا ہے، یہ سردارانِ قریش، یہ علمائے یہود سارے ہی کے سارے بندوں کا سر اپنے آگے جھکوانے کے شوقین تھے۔ قرآن کی اِن آیات کی تلاوت کرتے ہوئے ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ اپنے دل کو ٹٹولتا رہے کہ کسی طاغوت نے زبردستی اُس کا سر پکڑ کر اپنے آگے تو نہیں جھکا رکھا ہے۔

آنے والی آیات میں تین افراد کے تین تاریخی واقعات ہیں جن میں سے پہلا جاہلیت کے مارے ایک باجبروت بادشاہ کا باغیانہ اور طاغیانہ روّیہ اور اُس کی جاہلانہ سوچ ہے، جس میں دیکھا جاسکتا ہے کہ طاغوت تاریکی ہی میں پڑا رہتا ہے اُسے روشنی نصیب نہیں ہوتی۔ دیگر دو واقعات میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کس طرح رب کے بندوں کو اللہ روشنی عطا کرتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کا طاغوت سے مکالمہ اور اُس کا کفر

یہ باغی نمرود ہے۔ اس نے دعوائے خدائی کیا ہے جس کے سامنے ابراہیم علیہ السلام نے واضح دلائل سے اللہ کی حاکمیت کو پیش کیا لیکن وہ اپنی حکومت کے غرور میں اللہ کی حاکمیت کا ادراک نہ کرسکا، حق کا نور نہ دیکھ سکا اگرچہ لا جواب ہو گیا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام کے رب کو مان لینے کا مطلب یہ تھا کہ اُس کی قومی ریاست اور اُس کے اقتدار کا محل زمیں بوس ہو جائے اور اقتدار اللہ کے نیک بندے کے توسط سے اللہ کو منتقل ہو جائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب کہا کہ میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اِسے مغرب سے نکال تو مبہوت رہ گیا، بات کو نہ مانا، فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ اُس کے وزیر اور درباریوں نے اُسے تاریکیوں کی جانب کھینچا، وہ دنیا کے ایک عظیم پیغمبر سے مذاکرے اور ڈائیلاگ کا موقع پا جانے کے باوجود جاہلیت میں غوطے کھاتا رہا، دنیا کے سارے طاغوتوں کا یہی حال ہوتا ہے، ابھی بس چند ہفتوں کی بات ہے کہ قریشِ مکہ کے سارے طاغی سرداروں کی سربریدہ لاشیں بدر کے ایک اندھے کنویں میں بے گور و کفن پھینکی جائیں گی۔ اور پھر وقفے وقفے سے مدینے کے مضافاتی قلعوں میں بسنے والے طاغوتوں کا نمبر آتا رہے گا۔ اِن بدنصیبوں کو دنیا کے سب سے بہترین انسان کی، سب سے اچھے سمجھانے والے نرم خو اور مخلص انسان کی صحبت مُیَسّر آئی اُس سے براہِ راست گفتگو کا موقع ملا لیکن طاغوتی ساخت کے حامل اذہان قبولِ حق سے اَبا کرتے رہے، روشنی نہ پاسکے۔

اصل بات یہ ہے کہ وہ شرک فی الملکیت کے مجرم تھے اللہ کے اقتدار پر قبضہ کر بیٹھے تھے، اللہ کو تمدّنی اور سیاسی معاملات کی حاکمیّت کا مجاز ماننے کو تیّار نہیں تھے۔ لوگوں کی گردنیں اپنے آگے جھکواتے تھے، جس طرح گزرے ہوئے لوگوں کو مشکل کشا اور دست گیر کہنا شرک ہے اُسی طرح اللہ کے اقتدار کے مقابلے میں اپنے اقتدار کا جھنڈا گاڑنا، شرک سے بدتر، طاغوت بننے کا جرم ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَ يُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَ اُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۸﴾

کیا تم اُس شخص کے حال سے واقف نہیں، جو اس سبب سے کہ اللہ نے اُسے حکومت عطا کی تو [غرور سے] اُس نے ابراہیمؑ سے، اس بات پر جھگڑا کیا کہ اُس کا رب کون ہے۔ جب ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے، جو زندگی بخشا اور موت دیتا ہے، تو وہ کہنے لگا کہ زندگی اور موت تو میں دیتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا یہ بات ہے تو اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، تو ذرا اسے مغرب سے نکال کر دکھا! یہ سن کر وہ منکرِ حق بھونچکارہ گیا، مگر اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ○

بیان کردہ عُرْوَةِ الْوُثْقٰى کو تھامنے والوں کو اللہ کی مدد کے آنے اور طاغوت کے پجاریوں کے تاریکیوں میں غرق رہنے کی تین مثالیں سنو: کیا تم اُس شخص کے حال سے واقف نہیں، جو اس سبب سے کہ اللہ نے اُسے حکومت عطا کی تو نادان صاحبانِ اقتدار کی مانند وہ بھی تکبر سے اپنے آپے میں نہ رہا اور تمام سیاسی و دنیاوی معاملات میں اللہ کے بجائے اپنے آپ کو حاکم اعلیٰ [رب] سمجھنے لگا اور اپنی رعایا پر مطلق العنان حکمران بن کر اُس نے ابراہیمؑ سے، جو اس کو حاکمِ اعلیٰ ماننے پر تیار نہیں تھا اس بات پر جھگڑا کیا کہ اُس کا رب کون ہے۔ جب ابراہیمؑ نے اُس سے کہا کہ میرا رب تو وہ ایک اکیلا اللہ ہے، جو زندگی بخشا اور موت دیتا ہے، تو وہ کہنے لگا کہ اس ملک کے لوگوں کو زندگی اور موت تو میں بھی دیتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا یہ بات ہے تو سن، اللہ سورج کو تو مشرق سے نکالتا ہے، تو ذرا اسے مغرب سے نکال کر دکھا! یہ سن کر وہ حق کا انکاری بھونچکارہ گیا، مگر ہدایت نہ پاسکا کیوں کہ اللہ ایسے ظالم حکمرانوں کو ہدایت نہیں دیتا ○

آنے والی آیات میں ایک شخص کا تذکرہ ہے جس کا دل حق کو قبول کرنے کے لیے کھلا تھا اللہ نے اُس کو

دکھایا کہ وہ کس طرح مُردوں کو زندہ کرے گا۔ مفسرین کا غالب خیال یہ ہے کہ وہ کوئی نبی تھے۔ اللہ نبیوں کو اس طرح کے عینی مشاہدات کراتے ہیں، کیوں کہ اُنھیں پوری قوت اور شرح صدر کے ساتھ لوگوں کو غیب پر ایمان کی دعوت دینی ہوتی ہے۔

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾

یا پھر اُس شخص کا، جس کا گزر ایک بستی پر ہوا، جہاں چھتیں زمیں بوس تھیں ۔ اس نے پوچھا، اللہ کس طور ہلاکت کے بعد حیاتِ نو بخشے گا؟ پس، اللہ نے اس کو سو برس کے لیے موت سے ہمکنار کر دیا۔ پھر اللہ نے اُسے اُٹھایا اور پوچھا بتا تو سہی کتنی مدّت رہا؟ بولا، بس ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ رہا! کہا نہیں، بلکہ تُو اس حالت میں سو سال رہا ہے۔ اور ذرا اپنے کھانے پینے کو دیکھ کہ بالکل بھی خراب نہیں ہوا۔ ایک نظر ذرا اپنے گدھے پر بھی ڈال! اور یہ سب ہم نے اس لیے تخلیق کیا ہے کہ لوگوں کے لیے تجھے ایک مثال بنا دیں۔ پھر دیکھ کہ ہم کیوں کر ہڈیوں کے پنجر پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ یوں جب اُس شخص پر حقیقت بے نقاب ہو گئی، تو اس نے کہا میں جان گیا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ○

یا پھر اُس شخص کا واقعہ سنو کہ، جس نے عُروَۃِ الوُثقیٰ کو تھاما ہوا تھا، ہم سے مکالمہ کیا اور جسے ہم نے ہدایت بخشی۔ بات یہ ہوئی کہ اُس کا گزر ایک تباہ و برباد بستی کے کھنڈرات پر ہوا، جہاں چھتیں زمیں بوس تھیں۔ تباہی سی تباہی دیکھ کر حیرت سے اس کے دل نے پوچھا، اِس خرابے کے باسیوں کو اللہ کس طور اس کی ہلاکت کے بعد حیاتِ نو بخشے گا؟ پس، اس فرماں بردار اور یکسو بندے کی حیرت کو یقین سے بدلنے کے لیے اللہ نے اس کو سو برس کے لیے موت کی نیند سے ہم کنار کر دیا۔ پھر اللہ نے اُسے زندہ کر اُٹھایا اور اس سے پوچھا بتا تو سہی کتنی مدت رہا؟ بولا، بس ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ لیٹا پڑا رہا! ہم نے کہا نہیں، بلکہ تُو اس حالت میں سو سال رہا ہے۔ ہماری بے پایاں قدرت کا ایک اور مشاہدہ کر اور ذرا اپنے توشہ دان میں رکھے کھانے پینے کے سامان کو دیکھ کہ ایک

صدی کے ماہ وسال کی گردش نے اِن کو بالکل بھی خراب نہیں کیا ہے۔ دوسری طرف ایک نظر ذرا اپنے گدھے پر بھی ڈال کہ اس کا پنجر تک بوسیدہ ہو کر برسہا برس قبل موت کا قصہ سنا رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ عبرت پذیر نظارہ ہم نے اس لیے تخلیق کیا ہے کہ دیکھنے والے اور تیرا قصہ سننے والے لوگوں کی ہدایت یابی کے لیے رہتی دنیا تک تجھے ایک زندہ مثال بنا دیں۔ پھر دیکھ کہ ہم کیوں کر تیرے گدھے کے بوسیدہ ہڈیوں کے پنجر پر گوشت اور کھال چڑھاتے ہیں۔ یوں جب اُس شخص پر حقیقت بے نقاب ہو گئی، تو اس نے کہا میں خوب جان گیا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ○

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَۃً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا ؕ وَ اعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۲۶۰﴾ ۳۵۶

اور جب ابراہیمؑ نے اظہار کیا تھا کہ میرے پروردگار! مجھے دکھا کہ تُو مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ پوچھا کہ کیا تیرا ایمان نہیں؟ عرض کی کیوں نہیں! مگر شرحِ صدر چاہتا ہوں۔ فرمایا اچھا تو چار پرندے پالو اور ان کو اپنے ساتھ خوب ہلا لو، پھر ان کے ٹکڑے کر ڈالو اور ہر پہاڑی پر ایک ٹکڑا رکھ کے ان کو بُلاؤ، وہ تیرے پاس دوڑتے آجائیں گے۔ اور خوب جان لو کہ اللہ غالب اور حکیم ہے ○ ۳۵۶

اور اوپر مذکورہ دونوں واقعات کے ساتھ ذرا وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے، جب ہمارے برگزیدہ اور یکسو بندے ابراہیمؑ نے ہم سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میرے پروردگار! مجھے اپنی قدرت کی شان دکھا کہ تُو مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ ہم نے پوچھا کہ کیا تیرا ایمان نہیں؟ اُس نے عرض کی، یقیناً ہے، مگر وہ شرحِ صدر چاہتا ہوں جو سر کی آنکھوں سے دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا اچھا، تو چار پرندے پالو اور ان کو اپنے ساتھ خوب اس طرح ہلا لو کہ تیرے بلانے پر دوڑے آیا کریں، پھر ان کے ٹکڑے کر ڈالو اور سامنے کی ہر ایک پہاڑی پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ کے اپنی جگہ سے ان کو بُلاؤ، وہ تیرے پاس دوڑتے آجائیں گے۔ خوب جان لو کہ اللہ غالب اور حکیم ہے ○ ۳۵۶

☆☆☆☆☆